Volume 02, Issue 02,
July-September 2024
PP: 11-17
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اسلامی فلاحی ریاست کا جامع تصور اور اس کے نفاذ کی عملی جہات

A Comprehensive Concept of the Islamic Welfare State in the Light of the Life of Prophet Muhammad ﷺ and its Practical Implementation

Haq Nawaz Akhtar
Research Scholar, Dept. of Quran & Sunnah, University of Karachi.
haqnawaz70021@gmail.com

Abstract & Indexing

WORLD of JOURNALS
DRJI
OPEN ACCESS
Signatory of DORA
ACADEMIA
EuroPub
REVIEWER CREDITS

Abstract

The establishment of the Islamic welfare state by Prophet Muhammad ﷺ in Medina, often termed the "State of Madina," represents a foundational model of governance rooted in divine principles. This pioneering state integrated a comprehensive framework cantered on social justice, economic equity, and the promotion of public welfare. Key pillars of this governance structure included merit-based appointments, stringent accountability mechanisms to curb corruption, policies ensuring religious freedom, and protections for the life and property of minorities. Furthermore, the state promoted universal principles of equality, impartial justice, and the equitable distribution of resources. The governance and welfare model instituted by the Prophet ﷺ continues to be a seminal reference for ethical statehood and policy-making, offering profound insights for Islamic and global political thought. This study critically analyses the core principles and responsibilities of an Islamic welfare state as drawn from the Prophetic biography, and explores the practical approaches essential for establishing such a welfare model in contemporary contexts.

Keywords

Islamic welfare state, State of Madina, Prophet Muhammad ﷺ, social justice, economic equity, governance, accountability, religious freedom, minority protection, equality.

Published by:

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تمہید

سرکارِ دوعالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی انسانی تاریخ کی وہ منفرد اور ممتاز ترین شخصیت ہے، جنہوں نے زندگی کے ہر گوشے، ہر شعبے میں انسانیت کی ہر پہلو سے رہنمائی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے"۔[1]

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ تمام انسانیت کے لیے رشد وہدایت کا سرچشمہ اور منبعِ ہدایت ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات میں ہر زمانے اور ہر دور کے مسائل کا حل اور جامع دستورِ حیات نمایاں ہے۔ آپ ﷺ نے جہاں دینی امور میں رہنمائی فرمائی، وہیں اصولِ جہاں بانی، فلسفۂ حکمرانی سے بھی روشناس کرایا۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے شہر یثرب تشریف آوری کے بعد ایک ریاست کی بنیاد رکھی اور آپ اس ریاست کے بانی اور مقتدر بن گئے۔ آپ ﷺ کے مثالی طرزِ حکمرانی نے داخلی و خارجی سطح پر بکھرے یثرب کو دس سال کے قلیل عرصے میں دنیا کی بہترین اسلامی فلاحی "ریاستِ مدینہ" میں تبدیل کر دیا، جو دنیائے عرب کی ایک مضبوط اور مستحکم ریاست بن گئی۔

آپ ﷺ نے ریاستِ مدینہ کے قیام کے فوری بعد تین اہم کام کیے:

ا۔ مسجد نبوی / دیوانِ ریاست کی تعمیر

نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد فوری طور پر مسجد نبوی کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد جہاں ایک طرف مسلمانوں کی عبادت گاہ تھی وہیں یہ ریاستِ مدینہ کا بنیادی مرکز تھی اور یہی پہلا پارلیمنٹ ہاؤس، مجلسِ شوریٰ، سپریم کورٹ اور پبلک سیکرٹریٹ قرار پائی۔ نبی کریم ﷺ یہیں تمام قبائل کے عمائدین اور وفود سے ملاقات کیا کرتے۔ قانون سازی، مجلسِ شوریٰ کی مشاورت، عدالتی احکامات اور دیگر ریاستی امور کی انجام دہی یہیں ہوتی۔ غزوات کی تیاری اور عسکری تربیت کے مراحل یہیں انجام پاتے۔ مالِ غنیمت کی تقسیم، بیت المال سے غربا اور مساکین کی حاجت روائی بھی مسجد نبوی میں ہی کی جاتی، حتیٰ کہ جزا اور سزا کے قوانین کا نفاذ بھی مسجدِ نبوی ہی سے کیا جاتا تھا۔[2]

۲۔ مؤاخاۃِ مدینہ / معاشی اور معاشرتی مسائل کے حل کی منصوبہ بندی

ہجرت کے بعد سب سے اہم مسئلہ مہاجرین کی آبادکاری کا تھا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾[3] "تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں" کے قرآنی اصول کو سامنے رکھ کر مہاجرین اور انصار صحابہ کرام کے درمیان "رشتۂ مؤاخاۃ" قائم فرمایا، جس کے نتیجے میں مہاجرین کو نہ صرف معاشرتی پذیرائی ملی، بل کہ ان کے معاشی اور آبادکاری کے مسائل بھی حل ہوگئے۔

ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں:

"مؤاخاۃ دراصل مسلم معاشرہ "امۃ" کی تشکیل کا دوسرا مرحلہ تھا جس کا مقصد ایک نووارد شہر کو ایک قدیم باشندے کے ساتھ رشتۂ اخوت و محبت میں منسلک کر دینا تھا تا کہ خارجی واندرونی، ملکی و غیر ملکی، اپنے و پرائے اور فرزندان زمین و تازہ واردان بساط اور سب سے بڑھ کر مکی اور مدنی کا فرق مٹ جائے اور مدینہ کی مسلم آبادی ایک مذہبی وحدت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سماجی اور معاشی وحدت بھی ہو جائے"۔[4] یہی درسِ اخوت تھا جس نے مسلمانوں کو یک جان و یک جسم بنادیا اور مسلمان قومیت، رنگ و نسل، زبان و وطن کے بتوں کو توڑ کر ﴿فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾[5] کی عملی تفسیر بن گئے۔

ریاستِ مدینہ کا یہ انوکھا اقدام آج بھی معاشرے کے دبے ہوئے افراد کو اپنے پاؤں کھڑا کر سکتا ہے۔

۳۔ میثاقِ مدینہ / تدوینِ دستور

نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے داخلی استحکام، سیاسی، معاشرتی اور مذہبی حقوق کے تحفظ کے لیے ایک آئین تشکیل دیا، جو "میثاقِ مدینہ" کہلاتا ہے۔ اس آئین ہی نے ریاستِ مدینہ کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

"دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا جس میں مدینہ منورہ کی حدود میں بسنے والے دیگر مذاہب کے باشندوں کے سیاسی و معاشرتی، قانونی اور مذہبی حقوق کا تحفظ کیا گیا"۔6

ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں:

"میثاق مدینہ نہ صرف دنیا کا پہلا تحریری دستور ہونے کے ناطے امتیازی حیثیت کا حامل ہے، بل کہ اپنے نفس مضمون اور مافیہ کے اعتبار سے بھی اعلیٰ ترین دستوری و آئینی خصوصیات کا مرقع ہے۔ اگر جدید آئینی و دستوری معیارات اور ضوابط کی روشنی میں میثاق مدینہ کا تجزیہ کیا جائے تو وہ تمام بنیادی خصوصیات جو ایک مثالی آئین میں ہونی چاہئیں، میثاق مدینہ میں موجود نظر آتی ہیں"۔7

ذیل میں میثاقِ مدینہ کی چند اہم دفعات ذکر کی جاتی ہیں جو کسی بھی ریاست کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں:

۱۔ حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالی کے لیے ہے۔ ۲۔ نزاعی معاملات میں فیصلے کا حق جناب رسول اللہ ﷺ کو ہوگا۔ ۳۔ تمام فریقوں کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ ۴۔ ریاست کا دفاع مسلم اور غیر مسلم رعایا کا اجتماعی فریضہ ہوگا۔ ۵۔ ریاست کے تمام شہری خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم حقوق و فرائض میں مساوی ہوں گے۔

ریاستِ مدینہ کی اساسیات

ریاستِ مدینہ کی اساسیات اور بنیادیں جس نے ریاستِ مدینہ کو ایک مضبوط اسلامی فلاحی ریاست بنا دیا تھا، درج ذیل ہیں:

(۱) نفاذِ شریعت

نبی اکرم ﷺ نے ریاستِ مدینہ قائم ہی اسی لیے فرمائی تھی کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے بندے اللہ کی عطا کردہ ہدایت کی روشنی میں زندگی گزاریں۔ علامہ ابن خلدونؒ ریاست کے استحکام کے لیے عدل و انصاف اور شریعت کے نفاذ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ملک کے وقار اور استحکام کا انحصار صرف شریعت کے قیام و نفاذ پر مبنی ہے، جس کی بنیاد اللہ تعالی کی اطاعت ہے۔۔۔ شریعت کا نفاذ در حقیقت مملکت کے وجود سے ہے اور ملک کا وقار عوام سے ہے۔ عوام کا استحکام معاشی استحکام پر مبنی ہے۔ معاش انسانی معاشرت کی بدولت حاصل ہوتا ہے اور معاشرت کے استحکام کی بنیاد صرف اور صرف عدل و انصاف ہے"۔8

(۲) شورائیت

اسلامی ریاست کا مزاج نہ تو آمریت کو گوارہ کرتا ہے اور نہ شہنشاہیت کو، اس کا مزاج خالص شورائی ہے اور کسی بھی ریاست کی کامیابی ایک مربوط شورائی نظام پر موقوف ہوتی ہے، کیوں کہ اس میں فردِ واحد کی مطلق العنانی پر مبنی فیصلے نہیں ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے اسلامی ریاست کے اسی مزاج اور اصول کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾9 "اور ان سے معاملات میں مشورہ لیتے رہیے"۔

(۳) نیک سیرت، دیانتدار، اہلیت رکھنے والے ذمہ دار عمال (Governors) کا تقرر

نبی اکرم ﷺ نے ریاستِ مدینہ کو انتظامی لحاظ سے ستائیس صوبوں میں تقسیم کیا تھا۔10 آپ ﷺ نے حکومتی مناصب سنبھالنے اور اسے کماحقہ انجام دینے کے لیے ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صوبوں کی گورنری کے لیے منتخب فرمایا جو اہلیت، دیانت و امانت، فرض شناسی، احساسِ ذمہ داری

کے اوصاف سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ قوتِ فیصلہ اور سیاسی بصیرت رکھنے والے بھی تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”ابوذر! تم کمزور ہو، اور یہ حکومت ایک امانت ہے اور قیامت کے دن یہ شرمندگی اور رسوائی کا باعث ہوگی، سوائے اس شخص کے جس نے اس کا حق پورا پورا ادا کیا اور اس میں جو ذمے داری اس پر عائد ہوئی تھی، اسے (اچھی طرح) ادا کیا“۔ 11

(۴) عمال (Governors) کا احتساب اور کڑی نگرانی

نبی اکرم ﷺ اپنے گورنروں کا محاسبہ کرتے تھے۔ ان کی آمدنی اور مصارف کی چھان بین کیا کرتے تھے۔ 12 آپ نے مدینہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور مکہ میں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو محتسب مقرر فرمایا تھا۔ 13

(۵) معاشی استحکام

معیشت کسی بھی معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کا استحکام ریاست کے مستحکم ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کی معاشی ترقی کے لیے نہ صرف یہ کہ دعا فرمائی 14، بل کہ معیشت کے استحکام کے لیے ایسے عملی اقدامات کیے، جنہیں اصول و قانون کا درجہ حاصل ہے:

- آپ ﷺ نے مؤاخاتِ مدینہ کے ذریعے مالدار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مال میں ضرورت مند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شریک بنا کر ان کے لیے ضروریاتِ زندگی کی فراہمی ممکن بنائی اور ان کے مابین معاشی توازن قائم فرمایا۔
- مخصوص طبقات کی اجارہ داری ختم کر کے سودی قرضوں کے متبادل قرضِ حسنہ کا نظام متعارف کرایا۔
- معیشت کو مستحکم کرنے لیے ایسے میگا پراجیکٹس کا قیام فرمایا جن سے ریاست کو مستقل آمدن حاصل ہوتی رہے۔ 15
- قرآنی اصول ﴿كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ﴾ 16 ”تاکہ وہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان گردش کرنے والی نہ ہو جائے“۔ پر عمل کرتے ہوئے ارتکازِ دولت پر پابندی لگائی۔
- زکوٰۃ اور عشر کا نظام قائم کر کے کمزور انسانی طبقات کو مالی طاقت عطا کی۔ 17
- رشوت، خیانت، جوا اور سٹہ بازی اور اس جیسے تمام ناجائز اور حرام ذرائع آمدن پر پابندی لگائی۔
- ملکی معاشی استحکام کے لیے غیر مسلم شہریوں سے کاروباری تعلقات قائم کیے۔ 18
- مالِ غنیمت، فئے، اور خمس کے ذریعے مفلوک الحال افراد کی معاونت کا قانون وضع کیا۔
- جزیہ اور خراج کے ذریعے غیر مسلم شہریوں کی جان و مال کے تحفظ کے لیے مالیاتی نظام قائم فرمایا۔

یہ چند نکات تھے جو معاشی استحکام کے حوالے سے ہمیں ریاستِ مدینہ کے تناظر میں سیرتِ طیبہ ﷺ سے حاصل ہوتے ہیں، مختصر سی تحریر میں چند اشارے ہی ممکن ہو سکے، لیکن یہ اشارے بھی ایک ریاست کو معاشی استحکام کی منزل کے لیے بھرپور رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

(۶) ریاستِ مدینہ کی داخلہ پالیسی

ریاستِ مدینہ کو داخلی طور پر مستحکم کرنے کے لیے آپ ﷺ نے مسلسل تدابیر اختیار کیں۔ داخلی استحکام اور امن و امان کی خاطر یثرب کا نام تبدیل کر کے مدینہ رکھا تاکہ زمانۂ جاہلیت کی رقابت اور دشمنی ذہن سے نکل جائے اور اسی غرض سے قومیت کے بت کو پاش پاش کر کے اوس و خزرج کا مشترکہ نام انصار رکھا۔ 19 بحیثیت چیف آف آرمی اسٹاف کے دفاع کی نت نئی صنعت گری کے سیکھنے اور خریدنے کے لیے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو مقرر فرمایا۔ 20 سراغ رسانی کا شعبہ قائم کیا۔ 21

(۷) ریاستِ مدینہ کی خارجہ پالیسی

کسی بھی ریاست کی سلامتی، قومی وقار کی بلندی، اور معیشت کا فروغ اس کی خارجہ پالیسی سے حاصل ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے زبردست دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ابتدا ہی سے دوست بڑھانے اور دشمن کم کرنے پر توجہ دی۔ بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد رکھی اور اس ضمن میں مختلف قبائل سے معاہدات کرکے سیاسی کامیابیاں حاصل کیں۔ 22 آپ ﷺ نے کامیاب خارجہ پالیسی کی بنیاد پر تیئیس سال کے قلیل عرصے میں عرب سے لے کر عجم تک کی طاقتوں کو اپنا ہمنوا بنایا اور کئی مملکتیں آپ کی خارجہ پالیسی اور آپ کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے لگیں اور انہوں نے اپنی سلطنتیں آپ کے قدموں میں نچھاور کر دی تھی۔

اقوام وممالک کے تناظر میں اگر ان ہی اصولوں کی بنیاد پر خارجہ پالیسی تشکیل دی جائے تو نہ صرف اس قوم کے ترقی میں معاون ہوگا، بلکہ اس قوم کو دنیا میں ایک باعزت مقام بھی مل سکتا ہے۔

اسلامی فلاحی ریاست کی ذمے داریاں

اسلام میں ریاست کے قیام کا مقصد محض زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنا نہیں، بل کہ دینی اور اخلاقی اقدار پر مبنی ایک فلاحی مملکت قائم کرنا ہے۔

ایک اسلامی ریاست کی بنیادی طور پر درج ذیل ذمے داریاں ہیں:

- اسلامی نظام کا قیام
- عوام کی اخلاقی اور معاشرتی تربیت کے لیے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا اہتمام
- عوامی مسائل کے حل کے لیے مضبوط بلدیاتی نظام کا قیام
- ظلم وناانصافی کے خاتمہ کے لیے نظامِ عدل کا قیام
- عمالِ ریاست (گورنروں) کے انتخاب اور تقرری میں اہلیت اور میرٹ کی پاسداری کا تصور
- معاشی استحکام کے لیے مضبوط معاشی نظام کا قیام
- بین الاقوامی تعلقات اور سفارت کاری کا اہتمام
- اقلیتوں کی جان ومال کا تحفظ اور ان کی مذہبی آزادی کا خیال
- بے لاگ احتساب کے لیے منظم اداروں کا قیام
- بنیادی ضروریات کے ساتھ ساتھ بنیادی تعلیم وہنر کی فراہمی کے ساتھ کاروبار کے مواقع فراہم کرنا

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں عصر حاضر میں اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کے لیے سفارشات

دنیا میں بہترین طرز حکمرانی کے رہنما اصول قرآن کریم، رسالت مآب ﷺ کے کردار اور تعلیمات سے ملتے ہیں۔ ریاستِ مدینہ کی صورت میں نبی اکرم ﷺ کی قائم کردہ حکومت رہتی دنیا تک رول ماڈل کی حیثیت رکھتی ہے اور اصولی طور پر وہ ہر عہد کے مسلمانوں کے لیے مینارۂ نور ہے، چنانچہ تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اسلامی ریاست کو ریاستِ مدینہ کے خدوخال پر تشکیل دینے اور ایک فلاحی مملکت کے قیام کے لیے جن اہم اقدامات کی ضرورت ہے، ذیل میں اس حوالے سے مختصراً چند نکات ذکر کیے جاتے ہیں:

۱۔ اسلامی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے ریاستی شعبوں اور اداروں میں ایسے افراد منتخب کیے جائیں، جو مخلص اور دیانت دار، حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہوں اور اپنے فرائضِ منصبی کو بخوبی سرانجام دیں اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ریاست کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کریں۔

۲۔اسلامی فلاحی ریاست کے استحکام کے لیے قانون کی بالادستی شاہ کلید ہے،اس لیے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو بااختیار بنایا جائے اور تمام ادارے اور افراد قانون کی نظر میں یکساں اور برابر قرار دیے جائیں۔

۳۔خیانت، رشوت اور بد عنوانی کی روک تھام کے لیے محکمہ احتساب کو فعال بنایا جائے تاکہ کوئی عہدہ دار سرکاری وسائل اور ملک و قوم کی دولت کا غلط اور غیر ذمہ دارانہ استعمال نہ کر سکے۔

۴۔قانون پر عملداری کے لیے عدلیہ کو آزاد اور خودمختار بنایا جائے۔

۵۔معاشی استحکام ریاست کی بقا اور مضبوطی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے،اس لیے اس طرف بھرپور توجہ دی جائے۔

۶۔اقلیتوں کو جان و مال کا تحفظ فراہم کیا جائے۔

۷۔تعلیم وتربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے اور قوم میں تعلیم کے شعور کو اجاگر کیا جائے اور تمام ترضروریات کے ساتھ قوم کے ہر ہر بچے کو علم کی دولت سے مالامال کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ علمی، سائنسی اور فنی ترقی کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں اور ان شعبوں میں قومی سطح پر مہارت پیدا کرنے کے لیے تعلیماتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی حاصل کی جائے۔

۸۔فلاحی مملکت بنانے کے لیے ریاست کو چاہیے کہ اپنے شہریوں کو معاشی و معاشرتی سطح پر ترقی اور تحفظ فراہم کرے اور اس کے لیے اسلامی تعلیمات سے آگاہی، مواقع کی یکساں فراہمی اور دولت کی منصفانہ تقسیم کے اصول پر عمل ضروری ہے۔

۹۔ریاست کو ترقی وخوشحالی اور پائیدار امن کے لیے قرآن مجید اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات و اسوۂ حسنہ سے اخلاص کے ساتھ رہنمائی حاصل کی جائے۔

۱۰۔اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے لیے حکومت رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں علاقائی و بین الاقوامی حالات کا موثر جائزہ لے کر امن و سلامتی پر مبنی خارجہ پالیسی تشکیل دی جائے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

حوالہ جات و حواشی

[1] القرآن:الاحزاب:۲۱

[2] حسن ابراہیم، مسلمانوں کا نظامِ مملکت، مترجم:مولانا علیم اللہ، ط:دارالاشاعت، کراچی، س ن، ص:۱۷۸

[3] القرآن:الحجرات:۱۰

[4] صدیقی، یاسین مظہر، عہد نبوی میں تنظیمِ ریاست و حکومت، ط:کتب خانہ سیرت، کراچی، ۲۰۱۹ء، ص:۲۸

[5] القرآن: آل عمران:۱۰۳

[6] حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق السیاسۃ، ط:دارالنفاس، بیروت، ۲۰۰۹ء، ص:۶۲

[7] ڈاکٹر طاہر قادری، کائنات انسانی کا پہلا تحریری دستور، میثاقِ مدینہ کا آئینی تجزیہ، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ص:۶

[8] القرآن: آل عمران:۱۵۹

[9] ابن خلدون، تاریخ، دارالفکر، بیروت۔۱۹۸۸ء، ج:۱، ص:۲۸۳

[10] یاسین مظہر، عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت، ط: کتب خانہ سیرت، کراچی، ۲۰۱۹ء، ص:۲۸۹

[11] مسلم بن حجاج، الصحیح، ط: مؤسسۃ المختار، قاہرہ، ۲۰۰۱ء، ج:۱۲، ص:۲۰۱، الرقم:۱۸۲۵

[12] الجوزیۃ، ابن قیم، ط: مکتبۃ المؤید، بیروت، ۱۴۱۰ء، ص:۲۰۹

[13] الحلبی، علی بن ابراہیم، ط: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۷ھ، ج:۳، ص:۴۵۹

[14] الجستانی، ابوداؤد، السنن۔ ط: دارالرسالۃ العالمیۃ، دمشق ۲۰۰۹ء، ج۴ ص۶۷۳۔ الرقم:۳۰۶۴

[15] ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے جاگیر میں نمک کی کان مانگی تو آپ نے انہیں دے دی، لیکن جب وہ واپس جانے لگے تو مجلس میں موجود ایک آدمی نے عرض کیا: جانتے ہیں کہ آپ نے جاگیر میں اسے کیا دیا ہے؟ آپ نے اسے جاگیر میں ایسا پانی دیا ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا ہے۔(اس سے برابر نمک نکلتا رہے گا) تو آپ نے اس سے اسے واپس لے لیا۔(الترمذی، السنن، ط: دارالغرب
الاِسلامی، بیروت، ۱۹۹۸ء، ج۳، ص۵۷۔ الرقم ۱۳۸۰) اسی طرح خیبر اور فدک کی مستقل ذرائع آمدن شمار ہوتی تھی۔(بخاری: ج۲، ص۲۹۹، الرقم:۳۰۹۳)

[16] القرآن: الحشر:۷

[17] القرآن: الذاریات:۱۹

[18] یہود کو خیبر کی زمین بٹائی پر دی۔(بخاری: ج۲ ص۸۷، الرقم:۲۳۲۸)

[19] محمد السید الوکیل، المدینۃ المنورۃ عاصمۃ الاِسلام الأولی، دار المجتمع، جدۃ ۱۴۰۶ء، ص:۱۹

[20] الکتانی، عبدالحی، التراتیب الادرایہ، دارارقم بیروت، س ن، ج ۱ ص ۲۹۸

[21] ایضاً: ج ۱ ص ۲۹۱

[22] معاہدات کی تفصیل کے لیے دیکھیے: مجموعۃ الوثائق السیاسۃ، ص:۲۹۳، ۲۶۷، ۲۶۵، ۱۷۵، ۶۲۱۱۹